**Quarterly**

# Marifat-e-Islam

**(Research Journal)**

ISSN: 2788-6514 (print)
ISSN: 2788-6522 (online)
Volume 03, Issue 12
Article: 06

Title:

حدیث عائشہ کی روشنی میں امامت کا تحقیقی جائزہ

Research review of Imamat in the light of Narration of Hazrat Aysha (R.A)

Author(s):

حنا ناز

Hina Naz

Published on:

Jul – Sep 2021

Publisher:

Oneness Muslims
www.marifat-e-islam.com
onenessmuslims@gmail.com

# حدیث عائشہ کی روشنی میں امامت کا تحقیقی جائزہ

Research review of Imamat in the light of Narration of Hazrat Aysha (R.A)

حنا ناز

Hina Naz

**ABSTRACT**

Leadership is a matter of life and death of a nation. The survival of a society depends on leadership. Imamat or leader ship is part of our Aqedah (belief system), in the same, way that we have touheed and the divinity of his Prophet (PBUH) and the finality of our beloved Prophet Muhammad (PBUH) and we believe in the hereafter we also believe in the doctrine of imamt. Even though we have proven that imamat we believe in is described in the Holy Quran Imamat is the most important distinction between us and our fellow Muslim brethren because we share in all the other principles of faith, at though we may differ in details. The Quran is saying that on the day of Judgement, our reorganization or identity and is through our Imam. This article highlighted the different aspects of Imamat. It is very helpful for those people who did not know about the role of imam.

**Key Words:** Leadership, Imamat, distinction, doctrine, Judgement.

نماز دین کے تمام اعمال میں سب سے اہم اور مقدم ہے۔ نماز کی امامت بہت بڑا دینی منصب اور رسول اللہ ﷺ کی ایک طرح کی نیابت ہے۔ امامت اذان سے افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں ایک مرتبہ اذان دی ہے اور حالتِ عذر کے علاوہ ساری عمر امامت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے امامت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> ”جس شخص نے پرہیزگار عالمِ دین کی اقتداء میں نماز پڑھی، اُس نے گویا نبی کی اقتداء میں نماز پڑھی۔“[1]

علاوہ ازیں تمام خلفائے راشدین نے اپنے عہدِ خلافت میں امامت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”قوم کی امامت وہ شخص کرے جس کو سب سے زیادہ قرآن کا علم ہو۔ اگر قرآن مجید کے علم میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جس کو حدیث کا سب سے زیادہ علم ہو اور اگر علمِ حدیث میں سب برابر ہوں تو جس شخص نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو جو سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور کوئی شخص کسی مقرر شدہ امام کے ہوتے ہوئے

1۔ شامی، علامہ ابن عابدین، ردالمختار، طبع عثمانیہ، استنبول، 1324ھ، ج۱، ص325

امامت نہ کرائے اور کسی کی مسند پر بلا اجازت نہ بیٹھے۔"[1]

اِس حدیثِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے امام میں پائی جانے والی خصوصیات کا صراحت سے ذکر فرمایا ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"انما جعل الامام لیوتم بہ"[2]

"امام اِس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔"

امام کی نمائندگی میں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ اِس لیے آپ ﷺ نے امام کی اقتدا کا حکم دیا ہے۔ اِس لیے امام کا باشعور، قرآن و حدیث اور دینی علوم میں مہارت تامہ حاصل ہونا ضروری ہے۔

"عن عائشة قالت اشتکی رسول الله ﷺ فدخل علیه ناس من اصحابه یعودونه فصلی رسول الله ﷺ جالسا فصلو ابصلوته قیاما فاشار علیهم ان اجلسو فلما انصرف قال انما جعل الامام لیوتم به فاذ رکع فرکعوا واذا رفع فارفعوا واذا صلیٰ جالسا فصلوا جلوسا"[3]

"ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لیے صحابہ کرامؓ آئے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا اِمام اِس لیے ہے کہ اُس کی پیروی کرو وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور وہ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

اِس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کی اقتداء نمازیوں پر لازم ہے۔ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ گھوڑی سے گر کر زخمی ہو گئے اور آپ ﷺ نے کئی دِن بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے رہے تو آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا: "امام اِس لیے ہے کہ اُس کی پیروی کرو وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور وہ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔" آپ ﷺ نے اِس حدیثِ مبارکہ میں امام کی پیروی کی تاکید کی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ صحت مند شخص کے لیے بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے خواہ منفرد ہو یا امام کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

1۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج، کتاب المساجد، باب من احق بالامامة، رقم الحدیث: 1431

2۔ بخاری، کتاب الاذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، رقم الحدیث: 722

3۔ ایضاً، کتاب الصف، باب اہتمام الماموم بالامام، رقم الحدیث: 830

"وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"[1]

"اللہ کے آگے اِس طرح کھڑے رہو جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔"

البتہ اِس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مقتدی تو صحت مند ہو مگر وہ ایسے مریض امام کے پیچھے نماز پڑھے جو بیٹھ کر نماز پڑھائے۔ ایسے شخص کے سلسلہ میں تین اقوال ہیں: امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے گا جیسا کہ حدیثِ عائشہ کے ظاہر کا تقاضا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ امام مالکؒ کے نزدیک جو شخص قیام پر قادر ہو اِس کا اِسی امام کے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو، کھڑے ہو کر نہ بیٹھ کر۔[2]

اختلاف کا سبب احادیث کا باہم تعارض اور عمل اہلِ مدینہ کا احادیث سے تصادم ہے۔ اہلِ مدینہ کا عمل امام مالکؒ کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اِس سیاق میں وو دو متعارض حدیثیں ہیں اِس میں سے ایک تو متذکرہ بالا حدیث ہے اور دوسری حدیث بھی حضرت عائشہؓ کی روایت کردہ ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ مرضِ وفات میں مبتلا تھے۔ اِسی بیماری کے عالم میں مسجد آئے تو دیکھا کہ ابو بکر کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ ابو بکر نے پیچھے ہٹنا چاہا تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ جہاں ہیں وہیں رہیں اور رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ابو بکر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر کی نماز کی۔"[3]

فقہا نے اِن دونوں حدیثوں کے سلسلہ میں یا تو ترجیح کا مسلک اختیار کیا یا نسخ کا۔ نسخ کا مسلک اختیار کرنے والوں نے کہا کہ حدیثِ عائشہؓ کا ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور ابو بکرؓ سنا رہے تھے کیوں کہ ایک ہی نماز میں دو اماموں کا وجود جائز نہیں ہے اور لوگ کھڑے تھے۔ جب کہ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ کا یہی فعل واجب الاتباع ٹھہرا کیوں کہ یہ آپ ﷺ کی زندگی کا آخری فعل تھا جس نے پچھلے اقوال و افعال کو منسوخ کر دیا۔ فقہا کا اِس میں اختلاف ہے کہ امامت کے لیے قاری کو مقدم کرنا چاہیے یا عالمِ دین کو۔ امام احمد بن حنبلؒ قاری کو مقدم کرنے کے قائل ہیں[4] جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ[5] امام شافعی[6] اور امام مالک[7] عالمِ دین کو مقدم رکھنے کے قائل ہیں۔

---

1۔ البقرہ 238:02

2۔ ایضاً، کتاب الاذان، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ، رقم الحدیث: 664

3۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب من قام الی جنب الامام لعلۃ، رقم الحدیث: 683

4۔ ابن قدامہ، علامہ عبداللہ بن احمد، المغنی، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1405ھ، ج3، ص5

5۔ ابی بکر، علامہ ابوالحسن علی، ہدایہ مع فتح القدیر، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، س ن، ج ا، ص301

6۔ نووی، علامہ یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، مطبع، نور محمد اصح المطابق، کراچی، 1350ھ، ج ا، ص136

7۔ وشتانی، علامہ ابو عبداللہ، اکمال کمال المعلم، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج ۲، ص332

امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"احقهم بالامامة اقرءهم"[1]

"امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری ہو۔"

جب کہ آئمہ ثلاثہ اِس بارے میں لکھتے ہیں کہ قاری سے مراد وہ شخص نہیں جو قرآن مجید کو تجوید اور عمدگی سے پڑھتا ہو بلکہ قاری سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کا علم رکھتا ہو لہٰذا یہ حدیثِ آئمہ ثلاثہ ہی کی دلیل ہے۔ آئمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ میں سب سے عمدہ قرأت کرنے والے حضرت ابی بن کعبؓ تھے اور سب سے بڑے عالم حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مقابلہ میں حضرت ابو بکرؓ کو امام بنایا اور آپ کا یہ عمل اِس حدیث کی عملی تفسیر ہے کہ جو سب سے بڑا عالم ہو اِس کو امام بنایا جائے۔ تیسری دلیل ہے کہ قرأت کا تعلق نماز کے صرف ایک رکن کے ساتھ ہے اور نماز کے باقی ارکان واجبات، سنن، آداب، نماز کے مفسدات اور مکرویات اِن تمام چیزوں کا تعلق علمِ دین سے ہے بلکہ قرأت میں بعض مرتبہ ایسی الجھنیں پیش آجاتی ہیں جن کو صرف عالمِ دین ہی حل کر سکتا ہے۔ اِس لیے نماز میں امام عالمِ دین کو ہی بنانا چاہیے جب کہ اِس کے برعکس فاسق کی امامت کے بارے میں مذاہب آئمہ کہتے ہیں جو شخص علی الاعلان گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو یا خلقِ خدا پر ظلم کرتا ہو ایسا شخص اصطلاح فقہ میں فاسق معلن کہلاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک فاسق معلن کی اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے۔ بعض احناف کے نزدیک بھی فاسق کی اقتداء میں نماز جائز نہیں اور اکثر حناف کے نزدیک جائز ہے اور بعض احناف فاسق کی امامت اور اقتداء کو ناجائز اور مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابن نجیم (م970ھ) فرماتے ہیں:

"فان قلت فما الافضلية ان يصلى خلف هؤلا اولانفراد قيل امافى حق الفاسق فالصلوٰة خلفه اولى لما ذكر فى الفتاوىٰ كما قد مناه (الى ان قال) فالحاصل انه يكره هؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية فان امكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد وينبغى ان يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم والا فلاكراهة كما لايخفى"[2]

"اگر تم سوال کرو کہ اِن لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا افضل ہے یا تنہا پڑھنا بہتر ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا بہر حال بہتر ہے۔ جیسا کہ ہم اِس سے پہلے کتب فتاویٰ سے نقل کر چکے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اِن لوگوں کا امام بننا اور اِن کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر اِن کے علاوہ کسی اور کی اقتداء

---

1۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، رقم الحدیث:1428

2۔ ابن نجیم، علامہ زین الدین، البحر الرائق، مطبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، س ن، ج1، ص349

میں نماز پڑھنا ممکن ہو تو فبہا ورنہ تنہا نماز پڑھنے سے اِن کی اقتدا میں نماز پڑھنا اولیٰ ہے اور اِن کی اقتدا میں نماز پڑھنا اس وقت مکروہ ہے جب دوسروں کی اقتداء میں نماز پڑھنا میسر ہو۔ ورنہ کوئی کراہت نہیں ہے۔"

علامہ حصکفیؒ (م 1088ھ) فرماتے ہیں:

"ویکرہ تنزیھا امامة عبد (الی ان قال) وفاسق"[1]

"غلام اور فاسق وغیرہ کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔"

حاصلِ بحث یہ ہے کہ جس شخص کا علانیہ فسق اور غیر موؤل ہو جیسے شراب اور زنا وغیرہ بعض احناف اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے پیشِ نظر اِن کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے اور جس کا فسق ظنی یا موول ہو اِس کی اقتداء میں نماز پڑھ لے اور داڑھی کتروانے والے اگرچہ تارکِ سنت ہیں تاہم وہ کسی اعتبار سے بھی فاسق نہیں۔ اِن کو فاسق معلن کہنے کی شریعتِ مطہرہ میں گنجائش نہیں ہے۔ اِس لیے بلاوجہ ایک مسلمان کی عزت مجروح نہیں کرنی چاہیے اور داڑھی منڈانے والے فسق ظنی کے مرتکب ہیں۔ اِس لیے اِن کی اقتداء میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ الغرض مندرجہ بالا حدیثِ عائشہ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ امامت کرانے کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو علم اور (عملی طور پر بھی) فضیلت والا ہو۔

- امام کی عدم موجودگی میں ایک شخص نے امامت شروع کر دی تو پہلے امام کے آنے پر امام والا اپنی نماز کو مکمل کرے اور دورانِ نماز کوئی بات پیش آنے کی صورت میں سبحان اللہ کہنا چاہیے اور مرد تالیاں بجانے سے اجتناب کریں گے کیونکہ یہ تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔
- اگر جماعت کے سب لوگ قرأت میں برابر ہوں تو امامت بڑی عمر والا کرے۔
- امام کی اقتداء کرنا نمازیوں پر فرض ہے۔
- رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھانے کی ممانعت ہے۔
- اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے تو مقتدی نماز کو پورا کریں۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: "یصلون لکم، فان اصابوا فلکم وان اخطاوا فلکم و علیھم"[2] "امام لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں پس اگر امام نے ٹھیک نماز پڑھائی تو اِس کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو بھی (تمہاری نماز کا) ثواب تم کو ملے گا اور غلطی کا وبال اِن پر رہے گا۔" امام کی نماز میں نقص رہ جانے سے مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہو گا۔ جب انہوں نے تمام شرائط اور ارکان کو پورا کیا۔

---

1۔ حصکفی، علامہ علاؤالدین، در مختار علی ہامش الرد، مطبع عثمانیہ استنبول، 1327، ج ا، ص 523

2۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب اذالم یتم الامام واتم من خلفہ، رقم الحدیث: 694

- دو نمازی ہونے کی صورت میں مقتدی امام کے دائیں جانب اِس کے برابر کھڑا ہو۔
- امام قیام میں مختصر سورتیں پڑھے اور رکوع اور سجدے پورے پورے ادا کرے۔
- امام جب اکیلا ہوں تو جتنی چاہے طویل سورتیں پڑھ سکتا ہے۔
- امام کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ نماز منقطع کر کے جاسکتا ہے۔ اِس سے مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔
- اگر کوئی شخص امام کے بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اپنے پیچھے سے اِسے دائیں طرف کر دے تو نماز ہو جائے گی۔
- عورت اکیلی ایک صف کا حکم رکھتی ہے۔ مردوں کے پیچھے عورت کا نماز پڑھنا مسنون ہے۔
- امام اور مقتدیوں کے درمیان دیوار حائل ہو یا پردہ تو نماز ہو جائے گی۔
- نماز میں دورانِ تلاوت رونا مسنون ہے۔